زبانِ قرآن کی شناخت

قسط(۱)

آیۃ اللہ محمد ہادی معرفت
مترجم: حسین نواز

قرآن کریم کا اعلیٰ تعلیمات کے ابلاغ کے لئے اپنا ایک مخصوص انداز اور طریقہ ہے۔ قرآن نے اپنے کافی وشافی بیانات میں اس روش اور انداز سے ہٹ کر ایک روش اور انداز اپنایا ہے کہ جسے انسان اپنی روزمرہ کی زندگی میں استعمال کرتے ہیں۔

قرآن کی اپنی مخصوص اصطلاحات ہیں جن کی معرفت و شناخت ضروری ہے تاکہ اس کے حقائق عالیہ تک دسترسی ممکن ہو سکے۔ قرآن نے اپنی مخصوص زبان استعمال کی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی معرفت وشناخت حاصل کی جائے۔

عقلاء روزمرہ زندگی میں اور اپنے مطالب کو سمجھنے اور سمجھانے میں جس طریقہ اور انداز کو اختیار کرتے ہیں وہ صرف الفاظ کے ترجمہ اور قرآن میں موجود عبارات میں استعمال ہوتا ہے لیکن حقائق عالیہ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے معمولی راستے کے علاوہ کسی دوسرے راستے کو طے کرنا پڑے گا۔

علم کلام کے مقررہ قواعد یعنی "اصول محاورہ" اور علم اصول کے قواعد یعنی "اصول لفظیہ" قرآن کے اعلیٰ وارفع مطالب و حقائق کے ادراک کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ مثلاً الفاظ و کلمات کا جان لینا، لغوی ابحاث سے آگاہی "اصالۃ الحقیقۃ" اور "اصالۃ عدم القرینۃ" اور "اصل عدم سہو ونسیان اور خطا" اور "اصل عدم اشتباہ، یا عدم تمسخر و شوخی" جسے "اصالۃ الجد" کہا جاتا ہے وہ صرف آیات کے الفاظ و عبارات کے ترجمہ اور کلامی جملوں اور تراکیب سے حاصل ہوتا ہے اس طرح "اصالۃ العموم" اور "اصالۃ الاطلاق" کے اجرا سے فقط مدلول لفظی کا عموم و

شمول سمجھا جائے گا۔ مختصر یہ کہ یہ تمام اصول ظواہر الفاظ کو ثابت کرتے ہیں اور انہیں "اصل لفظیہ" اور "اصول ظاہر یہ" کہا جاتا ہے لیکن جب کبھی کسی عبارت میں کوئی ابہام یا مشکل پیش آجائے تو یہ تمام اصول لفظیہ کام نہیں آتے اور ان معمولی وسائل کی مدد سے ان ابہامات اور مشکلوں کی گتھی سلجھانا ممکن نہیں ہو تا البتہ عوامل ابہام متعلقہ مقامات پر بیان کر دیئے گئے ہیں۔ بعض کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔ علامہ طباطبائی نے اس راہ کے حصول کے لئے قرآن کی طرف رجوع کرنے کی تجویز دی ہے۔

قرآن کریم سے استفسار کرنا چاہئے تا کہ وہ اپنے معانی و مقاصد کو آشکار کرے، کیونکہ قرآن کتاب مبین ہے (یعنی آشکار تحریر)

مزید فرماتے ہیں "تفسیر بہ رائے یہ ہے کہ مفسر عربی کلام کے فہم میں استعمال ہونے والے معمولی آلات و وسائل پر بھروسہ کرے۔ کلام خدا کو، کلام بشر پر قیاس کرے اور معانی و مطالب کو کشف کرنے والے اور اقرار و وصیت و شہادت میں استعمال ہونے والے مقررہ قواعد و اصول کو قرآنی معانی و مطالب کو کشف کرنے میں بھی استعمال کرے۔

قرآنی مطالب اس روش پر گامزن نہیں ہیں اور اپنے اعلیٰ وارفع معانی کی تفہیم کے لئے ان اصول و قواعد پر استوار نہیں ہیں۔

ہاں، قرآن سراسر ایک کلام ہے اور منتشر ہونے کے باوجود (وقت نزول) کلام واحد شمار ہوتا ہے۔ اسکی آیات ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہیں جو کہ شکل واحد کو تشکیل دیتی ہیں جیسا کہ امیر المومنین (ع) فرماتے ہیں

"اَلقُرآنُ یُفَسِّرُ بَعضُہُ بَعضًا یَنطِقُ بَعضُہُ بِبَعضٍ وَ یَشھَدُ بَعضُہُ عَلٰی بَعضٍ" (۱)

ترجمہ: قرآن کی بعض آیات بعض دوسری آیات کی تفسیر کرتی ہیں۔ بعض آیات بعض دیگر آیات کے بارے میں نطق کرتی ہیں۔ بعض آیات بعض دیگر آیات کی گواہی دیتی ہیں۔

علامہ طباطبائی فرماتے ہیں

والمحصّلَ ان المنهی عنه هو الاستقلال فی تفسیر القرآن۔ بل لا بدمن الرجوع۔ فی الاستمداد۔ الی الغیر، وہ هذا الغیر اما الکتاب نفسه او السنة۔ اما الرجوع الی السنة فیتنافی مع تصریح القرآن بوجوب التدبر فیه بذاته۔ افلا یتدبرون القرآن، ولو کان من عند غیر الله لو جدوافیه اختلافا کثیرا۔ کما یتنافی مع السنة ایضاً الآمره بالرجوع الی القرآن وعرض الاحادیث علیه دون ماسواه۔ فلم یبق للرجوع والاستمداد فی تفسیر القرآن الانفس القرآن(۲)

وہی فرماتے ہیں

لکن بین ھذہ الظواھر انفسھا امور تبین ان الاتکاء ولاعتماد علی الانس والعادة فی فھم معانی الآیات، یشوش المقاصد منھا ویختل بہ امر الفھم، قال تعالی:" لیس کمثلہ شیئی" وقولہ: " لاتدرکہ الابصار وھو یدرك الابصار وھواللطیف الخبیر" وقولہ:"سبحان اللّٰہ عما یصفون"

فالطریقة التی یرتضیھا القرآن ھو تفسیر القرآن بالقرآن، لابغیرہ علی الاطلاق۔

قال تعالی: " انا انزلنا علیك الکتاب تبیاناً لکل شیئی "

وحاشا القرآن ان یکون تبیانا لکل شیئی ولایکون تبیانا لنفسہ

قال تعالی " ھدی للناس و بینات من الھدی والفرقان "

" انا انزلنا الیکم نوراً مبیناً "

وکیف یکون القرآن ھدیً و بینةً و فرقانا و نور امبینا للناس فی جمیع مایحتاجون، ولایکفیھم فی احتیاجھم الیہ، وھو اشد الاحتیاج۔

وقد قال تعالیٰ : " والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا "

وای جھاد اعظم من بذل الجھد فی فھم کتابہ، وای سبیل اھدی الیہ من القرآن (۳)

وقال النبی (ص):

فاذا التبست علیکم الفتن کقطع اللیل المظلم فعلیکم بالقرآن--- وھو الدلیل یدل علی خیر سبیل

قال علی (ع): ینطق بعضہ ببعض و یشھد بعضہ علی بعض،،

وحی کی زبان سے آشنائی حاصل کرنے کے لئے آج کل دنیامیں تحقیقات انجام دی جارہی ہیں۔اس سے پہلے بھی ہمارے تعقل پسند مفسرین کی طرف سے اصل مسئلہ پیش کیا گیا تھااور تاویل کا مسئلہ (ظاہر لفظ کے برعکس کاارتکاب)عالم تفسیر میں ایک طویل سابقہ رکھتاہے۔اس طرح کی تفاسیر کو عقلی تفسیر اور بعض اوقات تفسیر بہ رائے کانام دیا جاتا ہے۔

چنانچہ تفسیر مجاہد اوراس کے بعد تفسیر ابی مسلم کی شہرت کی وجہ بھی یہی اندازِ تفسیر ہے۔

" کُونُو اقِرَدَة خاسئین" (۴) کی تفسیر میں کہا گیاہے "بندر صفت انسان"

زبان وحی اور مخصوصاًزبان قرآن اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قرآن حکیم اپنے مقاصد اور مطالب کی تفہیم میں ایک خاص انداز اور روش کا حامل ہے اور اپنی عبارات اور تعبیروں میں ایسی اصلاحات استعمال کرتا ہے کہ

جن کی تشریح و تفسیر وہ خود ہی کر سکتا ہے۔

بنیادی طور پر قرآن کریم ایسے مطالب پیش کرتا ہے کہ جو بشر کے بنائے ہوئے، لفظی ڈھانچوں میں ادا کئے گئے مطالب سے ماوراء ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے ایسی موجودات کا ذکر کیا ہے کہ جو ہماری دنیا کی موجودات سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ فرشتوں، جنوں اور روح القدس کا ذکر ہے، بہشت، دوزخ، قیامت اور صراط سے متعلق بحث کی گئی ہے ایسے مطالب و مفاہیم بیان ہوئے ہیں جو انسانی فہم (جو کہ اس جہاں کے معیار پر ایک دوسرے کو پرکھتا ہے) سے بالا ہیں، ماپنے کے جو معیار انسان کے اختیار میں ہیں وہ اس دنیا کی مادی موجودات کے لئے بنائے گئے ہیں پس وہ ان معیاروں کی مدد سے اس دنیا سے ماوراء چیزوں کو نہیں جانچ سکتا۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ

"جَاعِلِ الْمَلَآئِکَةِ رُسُلاً اُولِیٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَ رُبٰعَ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَایَشَآءُ" (۵)

ترجمہ: ملائکہ کو اپنا پیغامبر بنانے والا ہے وہ ملائکہ جن کے پر دو دو تین تین چار چار ہیں اور وہ خلقت میں جس قدر چاہتا ہے اضافہ کر دیتا ہے۔

پس ذہنوں میں پرندوں کے بالوں کا خیال نہیں آنا چاہئے۔ اس سے مراد فرشتوں کی فعال قوتوں کے مختلف مراتب ہیں۔ جب کہا جائے

"اِلَیہ یَصْعَدُ الکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرفَعُہٗ" (۶)

ترجمہ: پاکیزہ کلمات اس کی طرف بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح انہیں بلند کرتا ہے۔

"یُدَبِّرُ الاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعرُجُ اِلَیہِ" (۷)

ترجمہ: وہ خدا آسمان سے زمین تک کے امور کی تدبیر کرتا ہے پھر یہ امر اس کی بارگاہ میں پیش ہوگا۔

"ءَاَمِنتُم مَّن فِی السَّمَاءِ اَن یَّخسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ" (۸)

ترجمہ: کیا تم آسمان میں حکومت کرنے والے کی طرف سے مطمئن ہو گئے کہ تم کو زمین میں دھنسا دے۔

"یَخَافُونَ رَبَّھُم مِن فَوقِھِم" (۹)

ترجمہ: یہ سب اپنے پروردگار کی عظمت سے خوفزدہ ہیں۔

"تَعرُجُ المَلآئِکَةُ وَالرُّوحُ اِلَیہ" (۱۰)

ترجمہ: ملائکہ اور روح اس کی طرف پرواز کرتے ہیں۔

"اِنَّا اَنزَلنَا اِلَیکَ الکِتَابَ بِالْحَقِّ" (۱۱)

ترجمہ: بے شک ہم نے نازل کی تم پر کتاب حق کے ساتھ۔

"وَھٰذا کِتَابٌ اَنزَلْنَاہُ مُبَارَکٌ" (۱۲)

ترجمہ: اور یہ کتاب ہم نے نازل کی درحالیکہ یہ مبارک ہے۔

"وَبِالْحَقِّ اَنزَلْنٰہُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ" (۱۳)

ترجمہ: اور حق کے ساتھ ہم نے اسے نازل کیا اور یہ حق ہی کے ساتھ نازل ہوا ہے۔

ایسی تعبیروں سے خداوند تعالیٰ کا مکانی صعود اور نزول اور اس کے لئے کوئی سمت نہیں سمجھنا چاہیے اسی طرح بعض تفاسیر مثلاً

"وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا" (۱٤)

ترجمہ: اور آیا تیرا رب اور فرشتے صف در صف

"اَن يَاتِيَهُمُ اللهُ فِى ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ" (۱۵)

ترجمہ: لے آئے انہیں اللہ بادلوں کے سائے تلے

"اَوْيَاْتِىَ رَبُّكَ"(۱٦)

ترجمہ: یا خود تیرا رب آجائے۔

سے معمول کی آمدورفت خیال نہیں کرنا چاہیے۔

اس طرح کے معانی و مفاہیم ہمارے ذہن میں اس لئے جنم لیتے ہیں چونکہ ہمارا ذہن اس کا عادی ہو چکا ہوتا ہے۔ پہلے ذہن کو اس طرح کے خیالات سے خالی کرنا چاہیے اس کے بعد ایسی لطیف و اعلیٰ تعبیروں کے حقیقی مفہوم پر غور و فکر کرنا چاہیے۔ علاوہ ازیں قرآن کریم بہت ساری جدتوں کا حامل ہے اُس دور کا بشر انہیں مکمل طور پر درک کرنے سے عاجز تھا۔

انسان روزمرہ کے معمولات میں، افہام و تفہیم میں جو الفاظ استعمال کرتا تھا وہ تنگ و محدود مفہوم و کم مرتبہ معانی کے لئے بنائے گئے تھے۔ پس وہ اعلیٰ وارفع مطالب و معانی کو درک نہ کر سکا۔

"وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللهَ رَمٰى" (۱۷)

ترجمہ: اور نہیں پھینکا تو نے جب تو نے پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا۔

" أَفَرَأَيتُم مَا تَحرُثُونَ أَأَنتُم تَزرَعُونَهُ أَم نَحنُ الزَّارِعُونَ " (۱۸)

ترجمہ: اس دانہ کو بھی دیکھا ہے جسے تم زمین میں بوتے ہو اسے تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟

" أَفَرَأَيتُم مَا تُمنُونَ أَأَنتُم تَخلُقُونَهُ أَم نَحنُ الخَالِقُونَ " (۱۹)

ترجمہ: کیا تم نے اس نطفہ کو دیکھا ہے جو رحم میں ڈالتے ہو؟ اسے تم پیدا کرنے والے ہو یا ہم اسے پیدا کرنے والے ہیں۔

درج بالا آیات فقط اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ اپنے اختیاری افعال کو متحقق کرنے میں انسان کا کردار نا قابل ذکر ہے۔ ایسے افعال کو ایجاد کرنے میں مؤثر تمام عوامل ایک دوسرے سے ہم آہنگی کرتے ہیں تب جا کر انسانی خواہشات اس کی مرضی کے مطابق انجام پاتی ہیں۔

کسی ایک فعل یا چیز کے معرض وجود میں آنے کے لئے، عوامل طبیعی کی تاثیر اور تاثر کے جاری رہنے کو ممکن بنانے کے لئے، خداوند تعالیٰ کی طرف سے قدم قدم پر فیض کی ضرورت ہے ایسا فیض جو قطع نہ ہو۔ اور بنابر حکمت، اپنے اختیاری افعال کی انجام آوری کے لئے مکلف کا بااختیار رہنا اس پر منحصر ہے کہ یہ فیض ہمیشہ جاری رہے۔

خلاصہ یہ کہ اس طرح کی آیات انسان کے نا قابل ذکر کردار کو بیان کرتی ہیں اور اسے "بنی الامیر البلد" کے عنوان سے نہیں لینا چاہئے۔

۱: حیلولہ

چند مثالیں

"یٰاَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُو اسْتَجِیبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیکُم
وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ یَحُولُ بَینَ الْمَرءِ وَ قَلْبِهِ وَاَنَّهُ اِلَیه تُحشَرُون
وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَاتُصِیبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا مِنکُمْ خَاصَّةً.
وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ" (۲۰)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور رسول ﷺ کی آواز پر لبیک کہو جب وہ تمہیں اس امر کی طرف دعوت دیں جس میں تمہاری زندگی ہے اور یاد رکھو کہ خدا انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اور تم سب اسی کی طرف حاضر کئے جاؤ گے۔ اور اس فتنہ سے بچو جو صرف ظالمین کو پہنچنے والا نہیں ہے اور یاد رکھو کہ اللہ سخت ترین عذاب کا مالک ہے۔

اس آیت میں مخاطب مومنین ہیں انہیں حکم دیا جارہا ہے کہ وہ حقیقی طور پر خدا اور رسول کی دعوت پر لبیک کہیں اور جان و دل سے سر تسلیم خم کریں۔

چونکہ اسی لبیک کہنے میں زندگی کی سعادت پنہاں ہے اور انسان حقیقی زندگی پالیتا ہے۔ نعمتِ حیات (ہستی اور وجود) اس صورت میں لذت بخش ثابت ہو سکتی ہے یا بالفاظ دیگر قابل درک اور قابل احساس ہو سکتی ہے کہ جب انسان اپنے انسانی تعہدات پر عمل پیرا ہو یعنی شریعت کے احکام پر عمل کرتا ہو۔

"مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِاَحْسَنِ مَاكَانُو يَعْمَلُونَ" (۲۱)

ترجمہ: جو شخص بھی نیک عمل کرے گا وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو، ہم اسے پاکیزہ حیات عطا کریں گے اور انہیں ان اعمال سے بہتر جزا دیں گے جو وہ زندگی میں انجام دے رہے تھے۔

یہاں تک آیت کا معنی واضح ہے لیکن جملہ "وَاعْلَمُوا اَنَّ اللهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرءِ وقَلْبِهٖ...."

جو کہ تنبیہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے، ابہام کا حامل ہے۔ خدا کس طرح انسان اور اس کے قلب کے درمیان حائل ہوتا ہے؟

اور یہ کیسی تنبیہ ہے کہ جو نافرمانی پر مترتب ہوتی ہے؟

المختصر: حیلولہ، اس آیت میں خاص طور پر مبہم ہے۔ مفہوم کے لحاظ سے واضح ہے لیکن کیفیت کے لحاظ سے مبہم ہے۔ اس ابہام کو رفع کرنے کے لئے صرف قرآن سے ہی مدد لینی چاہئے۔ قرآن کی اصطلاح میں، قلب، سے مراد کسی چیز کی حقیقت اور نچوڑ کا نام ہے۔ اور یہ جب انسان کے بارے میں استعمال کیا جائے تو انسان کی ذات اور واقعیت مراد ہوتی ہے۔

"وَمَن يُؤمِنْ بِاللهِ يَهدِ قَلْبَهٗ" (۲۲)

ترجمہ: اور جو اللہ پر ایمان لاتا ہے اللہ اس کے قلب کو ہدایت کرتا ہے۔

"قَالَ اَوَلَمْ تُؤمِن قَالَ بَلٰى وَلٰكِن لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِى" (۲۳)

ترجمہ: کیا تم ایمان نہیں لائے، ہاں ایمان لایا ہوں لیکن اطمینان قلب کی خاطر

"وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوبِهِم فَهُم لَا يَفقَهُونَ" (۲۴)

ترجمہ: ان کے قلوب پر مہر لگ گئی ہے اب یہ کچھ سمجھنے والے نہیں ہیں۔

"فَلَمَّا زَاغُوٓا اَزَاغَ اللهُ قُلُوبَهُم" (۲۵)

ترجمہ: جب وہ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔

"نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ" (۲۶)

ترجمہ: اسے جبرائیل امین لے کر نازل ہوئے۔ یہ آپ کے قلب پر نازل ہوا ہے تاکہ آپ لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرائیں۔

"اِلاَّ مَن اَتَى اللهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ" (۲۷)

ترجمہ: مگر وہ جو قلب سلیم کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو۔

پس اس سے مراد، خدا کا انسان اور اس کی انسانی حقیقت کے درمیان حائل ہونا ہے۔ اور اس حیلولہ سے مراد انسان کا خود کو فراموش کر دینا ہے یعنی انسان نہ جانے کہ وہ انسان ہے، نہ جانے کہ وہ تکامل انسانیت کے راستے پر گامزن ہے۔ اس مقام پر وہ راہ سقوط پر چل پڑتا ہے۔ یہ وہی نسیان نفس،، ہے کہ جو بدترین اور پست ترین بدبختی ہے کہ جس کا شکار انسان ہوتا ہے۔

" وَلاَ تَكُونُوا كَالَّذِيْنَ نَسُوااللهَ فَأَنْساهُم أَنفُسَهُمْ أُولَئِكَ هُمُ الفاسِقُونَ " (۲۸)

ترجمہ: اور خبردار ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو خدا نے خود ان کے نفسوں کو بھی بھلا دیا اور وہ سب بدکار ہیں۔

" أُولَئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللهُ فَأَصَمَّهُمْ وَاَعْمَى اَبْصَارَهُمْ "(۲۹)

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے اور ان کے کانوں کو بہرا کر دیا ہے اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔

" وَنُقَلِبُ أَفْئِدَتَهُم وَ اَبْصَارَهُم كَمَالَمْ يُؤمِنُوا بِه اَوَّلَ مَرَّةٍ وَ نَذَرُهُم فِي طُغْيَانِهِم يَعْمَهُونَ " (۳۰)

ترجمہ: اور ہم ان کے قلب و نظر کو اس طرح پلٹ دیں گے جس طرح یہ پہلے ایمان نہیں لائے تھے اور ان کو گمراہی میں ٹھوکر کھانے کے لئے چھوڑ دیں گے۔

جو معاشرہ خدا کو فراموش کر دے وہ جس بدترین انجام کا شکار ہوتا ہے وہ یہی اپنی انسانیت کو بھول جانا ہی ہے۔ ایسا معاشرہ تیزی کے ساتھ زوال کا شکار ہوتا ہے اور نابودی و جہنم کی طرف سقوط کرتا ہے۔

" أَلاَفِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكَافِرِيْن" (۳۱)

ترجمہ: آگاہ ہو جاؤ یہ واقعاً فتنہ میں گر چکے ہیں اور جہنم تو کافروں کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔

" يَستَعجِلُونَكَ بِالعَذَابِ، وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكَافِرِيْن" (۳۲)

ترجمہ: یہ عذاب کی جلدی کر رہے ہیں یقیناً جہنم کافروں کو گھیرے میں لینے والی ہے۔

اِذن: قرآنی اصطلاح میں اذن کا ایک خاص معنی ہے۔ اختیاری اور غیر اختیاری افعال کی انجام آوری میں اللہ تعالیٰ کی تاثیر کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

"وَمَاهُم بِضَآرِّيْنَ بِه مِنْ اَحَدٍ اِلاَّ بِإِذْنِ اللهِ " (۳۳)

ترجمہ: حالانکہ اذن خدا کے بغیر وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

"وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ" (۳٤)

ترجمہ: اور پاکیزہ زمین کا سبزہ بھی اپنے رب کے حکم سے خوب نکلتا ہے۔

"وَمَا اَصَابَکُم یَومَ التَقی الْجَمعٰانِ فَبِاذنِ اللهِ" (۳۵)

ترجمہ: اور اسلام و کفر کے لشکر کے مقابلہ کے دن تم کو جو بھی تکلیف پہنچی ہے وہ اس کے اذن سے ہے۔

" اِنّی اَخلُقُ لَکُم مِنَ الطِینِ کَھَیئَۃِ الطَّیرِ فَاَنفُخُ فِیہِ فَیَکُونُ طَیراً بِاِذْنِ اللهِ. وَأُبرِئُ الاَکْمَہَ وَالاَبرَصِ وَأُحیِ الْمَوتٰی باِذْنِ اللهِ،، (۳۶)

ترجمہ: میں تمہارے لئے مٹی سے پرندہ بناؤں گا اور اس میں کچھ دم کردوں گا تو وہ حکم خدا سے پرندہ بن جائے گا۔ پیدائشی اندھے اور مبرص کا علاج کروں گا اور حکم خدا سے مردہ زندہ کردوں گا۔

"کَم مِن فِئَۃٍ قَلِیلَۃٍ غَلَبَت فِئَۃً کَثِیرَۃً م بِاِذنِ اللهِ" (۳۷)

ترجمہ: اکثر چھوٹے چھوٹے گروہ بڑے بڑے گروہوں پر غالب آجاتے ہیں۔

"فَھَزَ مُوھُم بِاِذنِ اللهِ وَقَتَلَ دَاوٗدَ جَالُوتَ" (۳۸)

ترجمہ: نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ان لوگوں نے حکم خدا سے جالوت کے لشکر کو شکست دیدی۔ اور داؤد نے جالوت کو قتل کردیا۔

" تُوتِی اُکُلَھا کُلَّ حِینٍۭ بِاذنِ رَبِّھَا" (۳۹)

ترجمہ: یہ شجرہ ہر زمانہ میں حکم رب سے پھل دیتا رہا ہے۔

"اِنَّمَا النَّجوٰی مِنَ الشَّیطَانِ لِیحزُنَ الَّذِینَ آمَنُو وَلَیسَ بِضَآرِّھِم شَیئاً الأَبِاذنِ اللهِ وَعَلَی اللهِ فَلْیَتَوَکَّلِ المُؤمِنُونَ" (۴۰)

ترجمہ: یہ رازداری شیطان کی طرف سے صاحبان ایمان کو دکھ پہنچانے کیلئے ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ انہیں نقصان نہیں پہنچاسکتا۔ جب تک خدا اجازت نہ دے صاحبان ایمان کا بھروسہ فقط اللہ پر ہوتا ہے۔

"مَاقَطَعتُم مِّن لِّینَۃٍ اَو تَرَکتُمُوھَا قَآئِمَۃً عَلٰٓی اُصُولِھَا فَبِاذْنِ اللهِ" (۴۱)

ترجمہ: مسلمانوں تم نے جو بھی کھجور کی شاخ کاٹی ہے یا اسے اس کی جڑوں پر رہنے دیا ہے یہ سب خدا کی اجازت سے ہوا ہے۔

کائنات کی ضرورت کا تقاضا ہے کہ ہر موجود کے وجود میں آنے کے لئے سوائے ذات واجب الوجود کے کوئی مؤثر قوت نہ ہو۔ (کل مابالغیر لابدان ینتھی الی مابالذات)

"لامؤثر فی الوجود الا اللہ،،

"ذٰلِکُمُ اللهُ رَبُّکُم خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ" (۴۲)

ترجمہ: وہی تمہارا رب ہے جو ہر چیز کا خالق ہے۔

"قُلِ اللهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْئٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ" (٤٣)

ترجمہ: کہہ دیجئے اللہ خالق ہے ہر چیز کا اور وہ واحد ہے قہار ہے۔

"وَاللهُ خَلَقَكُم وَمَا تَعْمَلُونَ" (٤٤)

ترجمہ: اللہ نے تمہیں اور ان سب کو بھی پیدا کیا ہے

پس جہان ہستی میں جو بھی وجود میں آتا ہے وہ اپنی ہستی کو اس سے دریافت کرتا ہے کہ جس کی ہستی لازوال ہے۔ تمام مخلوقات، خالق ہستی بخش کا کرشمہ ہے۔ دنیا کے تمام طبیعی اور غیر طبیعی عوامل تاثیر و تاثر میں، مبداء فیاض سے ہر دم، فیض حاصل کرنے کیلئے خالق ہستی کے محتاج ہیں۔ ہر طبیعی عامل، اپنی تاثیرات میں ہر دم فیض الٰہی کا محتاج ہے۔ ادامہ افاضہ یعنی فیض الٰہی کے جاری رہنے کی آشکار حقیقت، قرآن حکیم میں اذن،، کے نام سے پیش کی گئی ہے۔

"وَمَا تَشَآؤُنَ اِلاَّ اَن يَّشَاءَ اللهُ" (٤٥)

ترجمہ: اور تم لوگ کچھ نہیں چاہ سکتے مگر جو اللہ چاہے

"وَمَا تَشَآؤُنَ اِلاَّ اَن يَّشَآءَ اللهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ" (٤٦)

ترجمہ: اور تم لوگ کچھ نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ عالمین کا پروردگار خدا چاہے

۳: یشاء اللہ

قرآن کی منطق میں مشیّت کا عرفی اور لغوی مفہوم سے ہٹ کر ایک خاص مفہوم ہے۔

(عرف سے مراد عرف عام ہے، قرآن کے عرف خاص کے مقابل میں)

"نَرفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيْمٌ" (۴۷)

ترجمہ: اور ہم جس کو چاہتے ہیں اس کے درجات بلند کر دیتے ہیں۔ بے شک تمہارا پروردگار صاحب حکمت بھی ہے اور باخبر بھی۔

"قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلكِ تُوتِی الْمُلكَ مَن تَشَاءُ وَ تُنزِعُ الْمُلكَ مِمَّن تَشَاءُ وَ تُعِزُّ مَن تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَير اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَئٍ قَدِيْرٍ" (٤٨)

ترجمہ: کہہ دوا ے میرے اللہ تو ملک کا مالک ہے جسے چاہتا ہے ملک عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے جسے تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے تیرے ہاتھ میں خیر ہے تو ہر چیز پر قادر ہے۔

"اِنْ هِیَ اِلاَّ فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَاءُ وَ تَهدِی مَن تَشَآءُ" (٤٩)

ترجمہ : یہ تو صرف تیرا امتحان ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

"نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلاَ نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ" (۵۰)

ترجمہ : جس کو بھی چاہتے ہیں مرتبہ دے دیتے ہیں اور ہم نیک کرداروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔

"مَن كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُرِيْدُ" (۵۱)

ترجمہ : جو شخص بھی دنیا کا طلبگار ہے ہم اس کے لئے جلد ہی جو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں۔

"وَلٰكِن جَعَلْنٰهُ نُوراً نَّهدِى بِهِ مَن نَّشَآءُ مِنْ عِبٰادِنَا" (۵۲)

ترجمہ : لیکن ہم نے اسے نور قرار دیا ہے جس کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتے ہیں اس سے ہدایت دے دیتے ہیں۔

"وَاللهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَّشَآءُ وَاللهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ" (۵۳)

ترجمہ : اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کر لیتا ہے اللہ صاحب فضلِ عظیم ہے۔

"يُوتِى الحِكمَةَ مَن يَّشَآءُ وَمَن يُّؤتَى الْحِكْمَةَ فَقَد اُوتِىَ خَيْراً كَثِيراً" (۵۴)

ترجمہ : وہ جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کر دیتا ہے اور جسے حکمت عطا کرتا ہے اسے خیر کثیر عطا کرتا ہے۔

"هُوَ الَّذِى يُصَوِّرُكُم فِى الْاَرحَامِ كَيفَ يَشَآء" (۵۵)

ترجمہ : وہی پروردگار جو رحموں میں تمہاری صورتیں بناتا ہے جیسے چاہتا ہے۔

"يَغفِرُ لِمَن يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَن يَّشَآءُ وَاللهُ غَفُورٌ رَّحِيم" (۵۶)

ترجمہ : جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے عذاب کرتا ہے اللہ غفور اور رحیم ہے۔

"بَلِ اللهُ يُزَكِّى مَنْ يَّشَآءُ وَلاَ يُظْلَمُونَ فَتِيْلاً" (۵۷)

ترجمہ : اللہ جسے چاہتا ہے پاکیزہ بناتا ہے اور بندوں پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔

"ذٰلِكَ هُدَى اللهِ يَهْدِىْ بِهِ مَن يَّشَآءُ مِنْ عِبٰادِه" (۵۸)

ترجمہ : یہی خدا کی ہدایت ہے جسے جس بندے کو چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔

"اِنَّكَ لاَ تَهْدِىْ مَن اَحْبَبتَ وَلٰكِنَّ اللهَ يَهْدِى مَن يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ" (۵۹)

ترجمہ : پیغمبر آپ بے شک جسے چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں سے خوب باخبر ہے جو ہدایت پانے والے ہیں۔

"وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَايَشَآءُ وَ يَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ" (۶۰)

ترجمہ : اور تیرا رب جسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور پسند کرتا ہے ان لوگوں کو کسی کا انتخاب کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

"اِنَّ اللّٰہَ یُسمِعُ مَن یَّشَآءُ وَمَا اَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِی القُبُور" (٦١)

ترجمہ: اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بات سنا دیتا ہے اور آپ انہیں نہیں سنا سکتے جو قبروں کے اندر رہنے والے ہیں۔

"یُلْقِی الرُّوْحَ مِن اَمْرِہٖ عَلٰی مَن یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ لِیُنذِرَ یَومَ التَّلَاقِ" (٦٢)

ترجمہ: اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی کو نازل کرتا ہے تاکہ ملاقات کے دن سے لوگوں کو ڈرائے

اس طرح کی آیات جہان ہستی پر ارادہ خداوندی کی حاکمیت کو ظاہر کرتی ہیں لیکن کیا یہ ارادہ (مشیت) ارادہ مطلق ہے ؟یا کہ بے لگام طاغوتوں کے ارادہ کی مانند ہے ؟یا یہ کہ ایک خاص میزان کے تحت صورت پذیر ہوتا ہے ؟ہاں یہ ارادہ، حکیم کا ارادہ ہے۔ حکمت اور مصلحت اندیشی اس کی قیود ہیں۔ بغیر حکمت اور مصلحت کے انجام پذیر نہیں ہوتا۔

لہذا پہلی آیت میں اسی پہلو کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

"نرفع درجات من نشاء ان ربك حكيم عليم"

اس ارادہ کا سرچشمہ علم و حکمت ہے۔ اس ارادہ کی منشاء، موازین حکمت کے مطابق مصلحت سے آگاہی ہے۔ پس خداوند تعالیٰ کے اس قول "من نشاء" یا "ما نشاء" سے مراد ہے "وہ شخص کہ جس کا تقاضا ہماری حکمت کرتی ہے" "وہ چیز کہ جس کا تقاضا ہماری حکمت کرتی ہے"

لہذا ذیل کی آیت میں

انك لاتهدى من احببت ولكن الله يهدى من يشاء وهو اعلم بالمهتدين"..

پیغمبر ﷺ اور خدا کے ارادہ کے درمیان مقایسہ انجام پایا ہے۔ پیغمبر ﷺ حس بشر دوستی کے پیش نظر مطلقاً چاہتے ہیں کہ ہر شخص کو ہدایت کریں مخصوصاً اپنے اقرب الناس یعنی عزیز و اقارب، رشتے دار، قوم و قبیلہ کے افراد کو۔ لیکن خداوند تعالیٰ جو کہ اعلم بالمھتدین ہے وہ جانتا ہے کہ کون لوگ قابل ہدایت ہیں، یعنی راہ ہدایت پر کھڑے ہیں اور ہدایت لینے کیلئے خود کو آمادہ کئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ ہدایت پانے کے لئے چند شرائط کا ہونا ضروری ہے اور انسان کو چاہئے کہ وہ ان شرائط کو پورا کرے۔

خداوند تعالیٰ چونکہ اس پہلو سے آگاہ ہے لہذا اپنی عنایت کو اس گروہ کے شامل حال کرتا ہے تاکہ وہ ہدایت پا جائیں۔

یہ ہدایت صرف ان لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے جو خود اس راہ میں قدم بڑھاتے ہیں۔

"وَالَّذِینَ جَاهَدُوا فِینَا لَنَهْدِیَنَّهُم سُبُلَنا" (۶۳)

ترجمہ: جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم انہیں اپنے راستے کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

لیکن وہ لوگ جو فطرت اور نور عقل کے خلاف حرکت کرتے ہیں خدا انہیں ہدایت نہیں کرتا یعنی وہ اس کی استعداد اور قابلیت نہیں رکھتے۔

"اِنَّ اللہ لَایَهْدِیْ مَن هُوَ کَاذِبٌ کَفَّارٌ" (۶۴)

ترجمہ: اللہ کسی بھی جھوٹے اور ناشکری کرنے والے کو ہدایت نہیں دیتا ہے۔

ھدایت کے مراتب:۔

ہدایت، جو کہ الٰہی عنایت ہے، وہ تمام مخلوقات کو شامل ہے۔

"رَبُّنَا الَّذِی اَعْطٰی کُلَّ شَیْئٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی" (۶۵)

ترجمہ: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کی مناسب خلقت عطا کی ہے اور پھر ہدایت بھی دی ہے۔

ہر چیز کی خلقت کے ساتھ ہی ہدایت بھی اس کے ہمراہ ہوتی ہے۔

ہدایت کے چند مراتب ہیں جو فطری ہدایت سے شروع ہو کر خاص عنایت پر منتہی ہوتے ہیں۔

ا۔ فطری ہدایت:

ہر چیز کی خلقت کے ساتھ کچھ فطری رجحانات ہمراہ ہوتے ہیں۔ انہیں فطری ہدایت کہتے ہیں جو چیز خلق کی جاتی ہے وہ ذاتاً اپنے راستے کو تشخیص دیتی ہے۔

"وَالَّذِی قَدَّرَ فَهَدٰی" (۶۶)

ترجمہ: جس نے تقدیر معین کی اور پھر ہدایت کی۔

۲۔ عقل و خرد:

عقل و تفکر کی نعمت سے بہرہ وری اور خیر و شر، نیکی و بدی، حق و باطل اور نور و ظلمت میں تمیز کی اہلیت انسان کی خصوصیات ہیں یہ گرانمایہ امانت خداوند تعالیٰ نے اس میں ودیعت کی ہیں کیونکہ صرف انسان ہی اس کی اہلیت رکھتا ہے۔

"اَلَمْ نَجْعَل لَهٗ عَیْنَیْنِ وَلِسَانًا وَّ شَفَتَیْنِ وَ هَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ" (۶۷)

ترجمہ: کیاہم نے اس کے لئے دو آنکھیں قرار نہیں دیں ایک زبان اور دو ہونٹ اور ہم نے اسے دونوں راستوں کی ہدایت کر دی ہے۔

"وَجَعَلْنٰهُم آئِمَّةً يَّهدُونَ بِاَمْرِنَا وَ اَوحَينَا اِلَيهِم فِعْلَ الْخَيرٰاتِ" (٦٨)

ترجمہ: اور ہم نے ان سب کو پیشوا قرار دیا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کی طرف کار خیر کرنے کی وحی کی۔

"قال علی، علیه السلام: يثير و الهم دفائن العقول "(٦٩)

ترجمہ: پنہاں عقول کو باہر نکال کر استعمال میں لائے۔

دلائل اور راہ ہدایت کی طرف رہنمائی

(رسولوں کی بعثت اور شریعتوں کے نزول کے ذریعے سے)

قال الصادق، عليه السلام: 'انَّ للّٰه على الناس حجتين،،

'ان اللّٰه اكمل للناس الحجج بالعقول، و نصر النبيين بالبيان، و دلهم على ربوبيته بالادلة۔ الى ان قال۔ ان للّٰه على الناس حجتين: حجة ظاهرة و حجة باطنة، فاما الظاهرة فالرسول و الانبياء والآئمه، و ما الباطنة فالعقول۔۔۔ ۷۰،،

۴ : توفیق ربانی اور عنایت الٰہی

جو لوگ ہدایت کے تین مراحل کو بخوبی طے کر لیتے ہیں وہ حق تعالیٰ کی خاص عنایت کے اہل ہو جاتے ہیں۔ یہاں پر یھدی من یشاء،، کا معنی واضح ہو جاتا ہے۔

"وَمَن يُّؤمِنْ بِاللّٰهِ يَهدِ قَلْبَه "(۷۱)

ترجمہ: جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔

"اَلَّذِيْنَ يَستَمِعُونَ الْقَولَ فَيَتَّبِعُونَ اَحسَنَهٗ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰا هُمُ اللّٰهُ" (۷۲)

ترجمہ: اور جو باتوں کو سنتے ہیں اور ان میں سے اچھی بات کی اتباع کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے۔

"وَيَزِيدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوا هُدًى "(۷۳)

ترجمہ: اور اللہ ہدایت یافتہ افراد کی ہدایت میں اضافہ کر دیتا ہے۔

"وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوا زَادَهُم هُدًى وَّ اٰتٰهُم تَقْوٰهُم " (۷۴)

ترجمہ: جن لوگوں نے ہدایت حاصل کر لی اللہ نے ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیا اور ان کو تقویٰ عنایت فرمادیا۔

☆ ☆ ☆

حواشی

۱ : "نہج البلاغہ" صبحی صالح، خطبہ / ۱۳۳

۲ : "المیزان" علامہ طباطبائی، ج ۳ / ۸۷ ۔ ۸۹ و ج ۱ / ۹

۳ : ایضاً،،، ج ۱ / ۱۱ ۔ ۱۲

۴ : "سورہ فاطر،، آیہ ۱۵ سورہ اعراف،، آیہ ۱۶۶ سورہ مائدہ آیہ ۶۰

۵ : سورہ فاطر، آیۃ ۱۔

۶ : "سورہ فاطر،، آیہ ۱۰۔

۷ : "سورہ سجدہ،، آیہ ۵۔

۸ : "سورہ ملک،، آیہ ۱۶۔

۹ : "سورہ نحل،، آیہ ۵۰۔

۱۰ : "سورہ معارج،، آیہ ۴۔

۱۱ : "سورہ نساء،، آیہ ۱۰۵۔

۱۲ : "سورہ انعام،، آیہ ۱۵۵۔

۱۳ : "سورہ اسراء،، آیہ ۱۰۵۔

۱۴ : "سورہ فجر،، آیہ ۲۲۔

۱۵ "سورہ بقرہ،، آیہ ۲۱۔

۱۶ : "سورہ انعام،، آیہ ۱۵۸۔

۱۷ : "سورہ انفال،، آیہ ۱۔

۱۸ : "سورہ واقعہ،، آیہ ۶۳ و ۶۴۔

۱۹ : "سورہ واقعہ،، آیہ ۵۸، ۵۹۔

۲۰ : "سورہ انفال،، آیہ ۲۴، ۲۵۔

۲۱ : "سورہ نحل،، آیہ ۹۷۔

۲۲ : "سورہ تغابن،، آیہ ۱۱۔

۲۳ : "سورہ بقرہ،، آیہ ۲۶۰۔

۲۴ : "سورہ توبہ،، آیہ ۸۷۔

۲۵ : سورہ صف،، آیہ ۵۔

۲۶ : "سورہ شعراء،، آیہ ۱۹۴۔

۲۸ : "سورہ حشر،، آیہ ۱۹۔

۲۹ : "سورہ محمد،، آیہ ۲۳۔

۳۰ : "سورہ انعام،، آیہ ۱۱۰۔

۳۱ : "سورہ توبہ،، آیہ ۴۹۔

۳۲ : سورہ عنکبوت،، آیہ ۵۴۔

۳۳ : "سورہ بقرہ،، آیہ ۱۰۲۔

۳۴ : "سورہ اعراف،، آیہ ۵۸۔

۳۵ : "سورہ آل عمران،، آیہ ۱۶۶۔

۳۶ : "سورہ آل عمران،، آیہ ۴۹۔

۳۷ : "سورہ بقرہ،، آیہ ۲۴۹۔

۳۸ : "سورہ بقرہ،، آیہ ۲۵۱۔

۳۹ : "سورہ ابراہیم،، آیہ ۲۵۔

۴۰ : "سورہ مجادلہ،، آیہ ۱۰۔

۴۱ : "سورہ حشر،، آیہ ۵۔

۴۲ : "سورہ غافر،، آیہ ۶۲۔

۴۳ : "سورہ رعد،، آیہ ۱۶۔

۴۴ : "سورہ صافات،، آیہ ۹۶۔

۴۵ : ”سورہ انسان،، آیہ ۳۰۔
۴۶ : ”سورہ تکویر،، آیہ ۲۹۔
۴۷ : ”سورہ انعام،، آیہ ۸۳۔
۴۸ : ”سورہ آل عمران،، آیہ ۲۶۔
۴۹ : ”سورہ اعراف،، آیہ ۱۵۔
۵۰ : ”سورہ یوسف،، آیہ ۵۔
۵۱ : ”سورہ اسراء،، آیہ ۱۸۔
۵۲ : ”سورہ شوری،، آیہ ۵۲۔
۵۳ : ”سورہ بقرہ،، آیہ ۱۰۵۔
۵۴ : ”سورہ بقرہ،، آیہ ۲۶۹۔
۵۵ : ”سورہ آل عمران،، آیہ ۶۔
۵۶ : ”سورہ آل عمران،، آیہ ۱۲۹۔
۵۷ : ”سورہ نساء،، آیہ ۴۹۔
۵۸ : ”سورہ انعام،، آیہ ۸۸۔
۵۹ : ”سورہ قصص،، آیہ ۶۸۔
۶۰ : ”سورہ قصص،، آیہ ۶۸۔
۶۱ : ”سورہ فاطر،، آیہ ۲۲۔
۶۲ : ”سورہ غافر،، آیہ ۱۵۔
۶۳ : ”سورہ عنکبوت،، آیہ ۶۹۔
۶۴ : ”سورہ زمر،، آیہ ۳۔
۶۵ : ”سورہ طہ،، آیہ ۵۰۔
۶۶ : ”سورہ اعلیٰ،، آیہ ۳۔
۶۷ : ”سورہ بلد،، آیہ ۸،۹،۱۰۔
۶۸ : ”سورہ انبیاء،، آیہ ۷۳۔
۶۹ : ”نہج البلاغہ،، خطبہ ۱۔
۷۰ : ”اصول کافی،، ثقۃ الاسلام کلینی، ج ۱/ ۱۳۔۱۶۔
۷۱ : ”سورہ تغابن،، آیہ ۱۱۔
۷۲ : ”سورہ زمر،، آیہ ۱۸۔
۷۳ : ”سورہ مریم،، آیہ ۷۶۔
۷۴ : ”سورہ محمد،، آیہ ۱۷۔

منطقی جواب

خلیفہ منصور دوانقی کے بارے میں برا بھلا کہنے والے شخص کو منصور کے سامنے پیش کیا گیا، وہ اپنے کہے کے بارے میں دلائل دینے لگا، منصور دوانقی آگ بگولا ہو گیا کہنے لگا ”میرے سامنے پھر وہی کچھ دہراتے ہو! قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ ” یَوْمَ تَاْتِیْ کُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا “ (نحل۔۱۱۱) ”اور اس دن کو یاد کرو جس دن ہر شخص اپنی ذات کے بارے میں جھگڑنے کو آموجود ہوگا“ کی تلاوت کرتے ہوئے اس شخص نے منصور کو یوں جواب دیا ”اے منصور! تو خدا سے لڑ رہا ہے، اسکے باوجود ہم تجھے کچھ نہیں کہتے لیکن اب تیرے بارے میں کہے جانے کی سزا دی جارہی ہے۔ خلیفہ اس دندان شکن جواب سے ششدر رہ گیا اور اس شخص کو انعام سے نوازا۔